بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمدللہ ربّ العالمین ، والعاقبۃ المتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ أشرف الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ ومن اقتدی بعدیہ الیٰ یوم الدین . اما بعد !

یہ مختصر رسالہ ایک انتہائی اہم اعتقادی مسئلہ پر بحث کر رہا ہے اس مسئلہ کو شرعی اصطلاح میں (الولاء والبراء) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ولاء سے مراد یہ ہے کہ ولایت یعنی محبت اور دوستی کا حق دار کون ہے؟ یعنی وہ کون شخص ہے جس سے دوستی اور محبت واجب ہے اور دشمنی اور نفرت حرام ہے، جس سے محبت کرنے پر اجر و ثواب کے وعدے ہیں۔ اور دشمنی یا نفرت کرنے پر گناہ و عذاب کی وعیدیں ہیں۔

براء سے مراد یہ ہے کہ برأت یعنی ناراضگی اور نفرت کا حق دار کون ہے؟ یعنی کس قسم کے لوگوں سے ترک تعلق، عداوت اور نفرت قائم کرنا واجب ہے۔ اور دوستی یا محبت کے رشتے استوار کرنا حرام ہے، جن سے تعلق توڑنے اور بغض عداوت قائم کرنے میں رحمٰن کی رضا ہے، اور دوستی قائم کرنے میں رحمٰن کی ناراضگی ہے۔

اِس اہم مسئلہ پر اگرچہ تفصیل سے لکھنے کا پروگرام ہے، تاہم سردست اس رسالہ کو پیش کرنے پر اکتفاء کر رہا ہوں۔ یہ رسالہ بطور خاص اپنے اہل حدیث بھائیوں کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا جو (الولاء والبراء) جیسے حساس اعتقادی مسئلہ میں تشویشناک حد تک کجروی کا شکار ہو چکے ہیں۔ حالانکہ دعویٰ یہ ہے کہ عقیدہ ایک اساس ہے۔ جس کی درستگی پر تمام اعمال کی درستگی موقوف ہے۔ اور جس کا اضطراب تمام اعمال کی بربادی کا باعث ہے۔

اس حقیقت کو سب تسلیم کرتے ہیں ،لیکن مذکورہ الصدر اعتقادی مسئلہ پر غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے ، بلکہ اپنی روش اور طور طریقوں سے اس عظیم الشان عقیدہ کی دھجیاں بکھیرنے میں شبانہ روز مصروفِ کار ہیں (والعیاذ باللہ)

اپنے ہم عقیدہ بھائیوں سے نفرت، عداوت، حقارت، بغض وعناد اور کینہ پروری کا بازار خوب گرم ہے، جس دل کو عقیدہ وایمان کی دولتِ لاثانی سے معمور ہونا چاہیے، اس دل کو بغض وعداوت سے لبالب بھر لیا گیا ہے۔ نہ معلوم یہ دو متضاد حقیقتیں ایک دل میں کیونکر جمع ہو جاتی ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل بھی پیوست نہیں کئے ہوئے کہ ایک دل کو ایمان اور عقیدہ سے بھر لے، اور دوسرے دل کو بھائیوں کے لئے کینہ، حسد، بغض اور نفرت کے لئے استعمال کر لے۔

لہٰذا خوب محاسبہ کیجئے، کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارے اس کردار نے دلوں سے حلاوتِ ایمانی کا خاتمہ کر دیا ہو۔ ساتھ ساتھ یہ بات ذہن میں رہے کہ دل کی ان مختلف کیفیتوں کے بارہ میں قیامت کے دن زبردست باز پرس ہوگی۔

’’ان السمع والبصر والفؤاد کلّ اولئک کان عندہ مسئولاً‘‘

سیاسی، لسانی، عصبیتی یا گروہی بنیاد پر اپنے ہم عقیدہ بھائیوں سے نفرت وبیگانگی اور دوسروں سے دوستی ومحبت کے عہد وپیماں یقینی طور پر

عقیدے کے بگاڑنے کی دلیل ہے، دنیا کی گندگی فرنگی سیاست کے تکلب نے نامی گرامی بزرگوں کو منکرین ومتأولین صفات باری تعالیٰ کی گود میں بٹھا دیا ہے۔ان مواقع پر بہت سے احباب دیکھے جو یا تو پیپلز پارٹی، یا ایم آر ڈی یا آئی جی آئی والوں سے محبت کی پینگیں بڑھانے اور چڑھانے میں مصروف رہے۔اور اپنوں کے حق میں سب وشتم اور اظہار بغض ونفرت کا بازار گرم کررکھا۔ (وإلى الله المشتكى)

ایسے احباب بھی ہیں جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں۔لیکن اپنے اہل حدیث بھائیوں کے ساتھ مل بیٹھنا جرم سمجھتے ہیں۔جماعتی عمل کو آگے بڑھانے میں ہمیشہ غیر مخلص نظر آتے ہیں۔اور دوسری طرف اہل بدعت کا جنازہ پڑھنے والوں کو اپنا امامِ دین ودنیا تصور کرتے ہیں حالانکہ ذاتی طور پر خود یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ یہ ہمارا یہ امامِ دین ودنیا ہمارے مرنے کے بعد ہمارا جنازہ پڑھائے۔

ایسے احباب بھی ہیں جو اپنے ہم عقیدہ بھائیوں کی عیب جوئی اور غیبت کو اپنا مشن بنائے ہوئے ہیں۔حتٰی کہ بعض اوقات علماءِ کرام کو بھی محض ذاتیات کی بنیاد پر (دینی وجوہات کی بناء پر نہیں) اپنی سیاہ زبانوں کی سیاہی کے ذریعہ ہدفِ طعن اور نشانۂ سب وشتم بناتے ہیں۔

یہ سب کچھ عقیدہ ولاء وبراء کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جب تک انسان اپنے ہر بھائی کے متعلق اپنا دل آئینہ کی طرح صاف نہیں کرلیتا۔اور ہر قسم کی نفرت وعداوت کی کیفیات ختم نہیں کرلیتا۔اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نیکی قبول نہیں فرماتا۔اور دُوسری طرف اس شخص کا جنت میں پہنچنا انتہائی سہل اور آسان ہے جس کا دل ہر مسلمان بھائی کی طرف سے بالکل صاف وشفاف ہو۔

لہٰذا ہمیں اپنی اس روش پر خوب غور وفکر کرنا چاہیے۔اپنی دوستی ودشمنی اور محبت ونفرت کو خوب پہچان لینا چاہیے۔ایسا نہ ہو جو بدعقیدہ شرعًا نفرت کے قابل ہے اسے ہم ذاتی وجوہات کی بناء پر نفرت وحسد کا نشانہ بنالیں۔اِس موضوع پر انشاءاللہ جلد ہی بشرط فراغت ایک تفصیلی بحث پیش کی جائے گی۔

فی الحال اس مختصر رسالہ پر جو کہ سعودی عرب کے ممتاز سلفی عالم فضیلۃ الشیخ صالح فوزان الفوزان کی تالیف ہے کے اردُو ترجمہ کو پیش کرنے پر اکتفاء کررہا ہوں۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام بھائیوں کو اس اہم عقیدہ صحیح اور سچا فہم عطا فرمائے۔اور عقیدہ (الولاء والبراء) کا حق ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔اللھم آمین!

کتبہ: عبداللہ ناصر رحمانی

ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث السندھ

مدیر ادارۂ تحقیقات سلفیہ کراچی۔پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الولاء والبراء

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیینا محمدٍ واٰلہٖ وصحبہٖ ومن اھتدی بھداہ وبعد :–

اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بعد ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت اوراس کے دشمنوں کے ساتھ عداوت ونفرت قائم کی جائے ۔ چنانچہ عقیدۂ اسلامیہ جن قواعد پر قائم ہے ۔ان میں سے ایک عظیم الشان قاعدہ یہ ہے کہ اس پاکیزہ عقیدے کو قبول کرنے والا ہر مسلمان اس عقیدے کو ماننے والوں سے دوستی اور نہ ماننے والوں سے عداوت قائم وبحال رکھے ۔اور یہ شرعی فریضہ ہے کہ ہر صاحب توحید سے محبت کرے ۔اوراس کے ساتھ دوستی کا رشتہ استوار رکھے ۔اسی طرح ہر شرک کرنے والے سے بغض رکھے اوراس کے ساتھ عداوت کی راہ پر قائم رہے

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اوران کے پیروں کاروں کا یہی اسوۂ حسنہ ہمارے لئے بطور خاص قرآن حکیم میں نقل کیا گیا۔اورہمیں ملتِ ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایاہے:–

﴿قد کانت لکم أسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والّذین معہ اذ قالوا لقومھم إنا براء منکُم وممّا تعبدون من دُون اللہ کفرنا بکم وبدأ بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء أبداً حتیٰ تؤمنوا باللہ وحدہٗ ﴾ [سورۃ الممتحنۃ:۴]

ترجمہ:تحقیق تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام اوران کے رفقاء میں ایک اچھا نمونہ ہے۔جب انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا۔کہ ہم تم سے اورجن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سواء پوجا کرتے ہوٗان سب سے بے تعلق اورناراض ہیں۔ہم تمہاری اس روش کا انکار کرتے ہیں۔اور جب تک تم ایک اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ پرایمان نہیں لے آتے ۔ہمارے اورتمہارے درمیان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عداوت اوربغض قائم رہے گا۔

محمدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی بھی یہی تعلیم ہے قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:–

﴿یاایّھاالذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیآء بعض ومن یتولھم منکم فانہٗ منھم ان اللہ لایھدی القوم الظالمین ﴾ [سورۃ المائدۃ:۵۱]

ترجمہ:اے ایمان والو! یہوداورنصاریٰ کو(اپنا)دوست نہ بناؤ۔یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔اور جوکوئی تم میں سے انہیں دوست بنائے گا وہ بلاشبہ اُن ہی میں سے ہوگا۔بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

یہ آیت مبارکہ بطورِخاص اہل کتاب سے دوستی وتعلق قائم کرنے کی حرمت وممانعت پردلیل ہے۔

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر ہرقسم کے کافروں سے دوستی قائم کرنے کوحرام قراردیاہے۔فرمایا:–

﴿یا ایھاالذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوّی و عدُوّکم اولیاءؑ﴾ [سورۃ الممتحنۃ:۱]

ترجمہ:اے ایمان والو! میرے اوراپنے دشمن کو(اپنا)دوست مت بناؤ۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو ایسے کفارکی دوستی کو بھی مسلمانوں پرحرام قراردے دی ہے۔جوخونی رشتے اورنسب کے اعتبار سے انتہائی قریب ہوں ۔فرمایا:–

﴿یا ایھّا الذین اٰمنوا لا تتخذوا ابنائکم واخوانکم اولیآء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاؤلٓئک ھم الظالمون﴾ [سورۃ التوبہ:۲۳]

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کرتے ہوں۔ تو ان سے دوستی مت رکھو۔ اور تم میں سے جو بھی ایسوں سے دوستی رکھیں گے وہ یقیناً ظالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿لا تجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الأخر یؤادون من حاد اللہ ورسولہٗ ولو کانوا أبآء ھم أو إخوانھم أو عشیرتھم﴾

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ انہیں تم ایسے لوگوں سے دوستی رکھنے والا نہیں پاؤ گے۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہوں۔ خواہ وہ ان کے ماں باپ بہن بھائی یا خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ [سورۃ المجادلۃ:۲۲]

آج اس عظیم شرعی قاعدے سے بہت سے لوگ غافل اور نا آشنا ہیں۔ حتیٰ کہ میں نے تو ایک عرب ریڈیو سے ایک ایسے شخص کو جو اپنے آپ کو عالم اور داعی سمجھتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ نصاریٰ ہمارے بھائی ہیں۔ ہائے افسوس! یہ بات کتنی خطرناک ہے۔

برادران اسلام! جس طرح اللہ تعالیٰ نے کفار اور عقیدہ توحیدِ اسلامیہ کے دشمنوں کی دوستی کو حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح اس کے مقابل مسلمانوں (مؤمنوں) سے دوستی قائم کرنے اور محبت رکھنے کو واجب قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿انمّا ولیّکم اللہ ورسُولہٗ والّذین اٰمنوا الّذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ومن یتول اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون﴾ [سورۃ المائدۃ:۵۵-۵۶]

ترجمہ: تمہارے دوست تو صرف اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور مؤمن لوگ ہی ہیں، جو نماز قائم کرتے ہوں۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور (اللہ تعالیٰ کے سامنے) رکوع کرنے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مؤمنوں سے دوستی کرے گا (تو وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہے) اور اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب ہو کر رہنے والی ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿محمّد رسُول اللہ والّذین معہ اشدّآء علی الکفّار رحمآء بینھُم﴾ [سورۃ الفتح:۲۹]

ترجمہ: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔ وہ کفار پر بہت سخت ہیں۔ اور آپس میں بہت رحمدل ہیں۔ نیز فرمایا:

﴿انّما المُؤمنون اخوۃ﴾ ترجمہ: بے شک مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

ثابت ہوا۔ کہ دین اور عقیدے کا تعلق اس قدر مضبوط و مستحکم ہے۔ کہ اس نے تمام اہل ایمان کو اخوت اور بھائی چارے کے انتہائی پاکیزہ رشتے میں منسلک کر دیا ہے۔ خواہ ان کے حسب ونسب، قوم ووطن، ذات وبرادری اور زمان ومکان میں کتنی دوری اور تفاوت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿والذین جاء وا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلًا للذین اٰمنوا ربنا انک رءوف رحیم﴾ [سورۃ الحشر:۱۰]

ترجمہ:اوران کے لئے بھی جو اِن (مہاجرین) کے بعد آئے اور دعاء کرتے ہیں۔ کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ گناہ معاف فرما، اور مؤمنوں کے واسطے ہمارے دلوں میں کینہ (بغض) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے ربّ! بے شک تو بڑا شفقت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

لہٰذا تمام مومن اوّل تا آخر زمان ومکان کی دُوریوں سے بالکل بے نیاز وبالاتر آپس میں رشتۂ اخوت میں منسلک ہیں۔ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔ اور استغفار کرتے رہتے ہیں۔

دوستی اور دشمنی کے علامات

دوستی اور دشمنی کی ان حدود کی معرفت کے بعد معلوم ہونا چاہیے۔ کہ اسلام میں دوستی اور دشمنی کی بڑی واضح علامات بیان کی گئی ہیں۔(ان علامات کو پیشِ نظر رکھ کر ہر شخص اپنے آپ کو تول سکتا ہے۔ کہ وہ کس قدر اسلام کے دوستی اور دشمنی کے معیار پر پورا اتر رہا ہے)۔

اولاً ہم ان امور کو بیان کرتے ہیں۔ جو کفار سے دوستی اور محبت کی دلیل ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱): لباس وگفتار کی تقلید

یعنی ہم اپنے لباس وگفتار میں جس قوم کی نقل کریں گے۔ تو گویا اُن سے اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ کیونکہ لباس وگفتار وغیرہ میں کسی قوم کی تشبیہہ اُن سے محبت ہی کی دلیل ہے۔ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من تشبه بقوم فهو منهم ''یعنی جو کسی قوم کی نقالی کرے گا۔ وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔

لہٰذا کفار کی وہ عادات، عبادات، اخلاق اور طور طریقے جو ان کا خاصہ بن چکے ہیں۔ میں ان کی تشبیہہ اختیار کرنا حرام ہے مثلاً ڈاڑھی منڈوانا، لمبی مونچھیں رکھنا، بلاضرورت ان کی زبان بولنا، لباس میں ان کی نقل اتارنا، اور کھانے پینے میں ان کے طور طریقے اختیار کرنا وغیرہ۔

(۲): اُن کے علاقوں میں اقامت اختیار کرنا

یعنی کفار کے علاقوں میں مستقل اِقامت اختیار کر لینا، اور مسلمانوں کے علاقوں میں سکونت پذیر ہونے سے گریز کرنا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔ حالانکہ محض اپنے دین کے تحفظ کی خاطر کفار کے علاقوں سے بچ نکلنا اور مسلمانوں کی سرزمین میں سکونت اختیار کرنا ایک شرعی مطلوب ہے۔ بلکہ اس عظیم الشان مقصد کے حصُول کے لئے ہجرت کرنا ہر مسلمان کا شرعی فریضہ ہے۔ کیونکہ سرزمین کفر میں سکونت پذیر ہونا کفار سے محبت کی دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک مسلمان کا اگر وہ ہجرت پر قادر ہو۔ کفار کے درمیان رہنا حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿انّ الذین توفّاهم الملائكة ظالمی انفسهم قالوا فیما كُنتم قالوا كُنّا مستضعفین فی الأرض قالوا ألم تكن أرض الله واسعة فتهاجروا فیها فاؤلٓئک ماواهم جهنم وسآءت مصیرا ، الّا المستضعفین من الرجال والنساء ولوالدان لا يستطیعون حیلة ولا یهتدون سبیلا فأولٓئک عسى الله أن یعفو عنهم وكان الله عفوًّا غفوراً﴾ [سورۃ النساء:۹۷-۹۸]

ترجمہ: جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو اُن سے پوچھتے ہیں۔ کہ تم کس حال میں تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز و ناتوان تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کا ملک فراخ نہیں تھا۔ کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔ ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں۔ کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی رستہ جانتے ہیں قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور بخشنے والا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا۔ کہ سرزمین کفر میں سکونت پذیر ہونے والوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عذر قابل قبول نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ کمزور ہیں اور ہجرت کی طاقت نہیں رکھتے۔ انہیں کچھ چھوٹ حاصل ہے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی نا قابل گرفت ہیں۔ جن کے سرزمین کفر میں رہنے

میں کوئی دینی مصلحت ہو۔ مثلاً ان علاقوں میں دعوت الیٰ اللہ، اور اسلام کی نشر و اشاعت کا کام (بلکہ یہ تو عظیم جہاد ہے)

(۳): محض تفریح کی خاطر کفار کے علاقوں کا سفر اختیار کرنا

کفار کے علاقوں کا سفر کرنا ناجائز ہے۔ الّا یہ کہ کوئی شدید ضرورت ہو۔ مثلاً علاج یا تجارت کی غرض سے یا ایسے مفید قسم کے مضامین کی تعلیم کی خاطر جن کا حصول اس سفر کے بغیر ممکن نہ ہو۔ تو اِن حالات میں کفار کے علاقوں میں بقدر ضرورت سفر کر کے جانا جائز ہے۔ اور جب ضرورت پوری ہو جائے۔ تو فوری طور پر اپنے علاقوں کی طرف رجوع واجب ہے۔

لیکن اس سفر کے جائز ہونے کے لئے ایک لازمی شرط یہ بھی ہے کہ سفر کرنے والے پر اپنے دینِ اسلام کا رنگ غالب ہو۔ شر اور فساد کے مقامات سے دور اور نفور ہو۔ دشمن کے مکر و فریب سے چوکنا اور محتاط ہو۔ اسی طرح کفار کے علاقوں کی طرف دعوت الی اللہ اور تبلیغ اسلام کی خاطر سفر کرنا جائز بلکہ بعض حالات میں واجب ہے۔

(۴): مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کی مدد کرنا اور اُن کا دفاع کرنا

یہ بھی کفار سے محبت کی علامت ہے۔ بلکہ یہ فعل قبیح تو انسان کو یکسر اسلام کی دولت سے ہی محروم کر دیتا ہے۔ اور اسے مرتد بنانے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ ہم اس مرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(۵): کفار کی مدد چاہنا اور اُن پر اعتماد کرنا اور اُنہیں مسلمانوں کے خفیہ رازوں سے متعلق عہدوں پر فائز کرنا، اور انہیں اپنا ہمراز یا مشیر بنانا

یہ سب اُن کی محبت کی علامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کریں:

﴿یـا ایّهـاالـّذیـن اٰمـنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم لایألونکم خبالاً ودّوا ما عنتم قد بدت البغضآء من افواههم ومـاتـخـفی صدورهم اکبر قد بیّنا لکم الاٰیات ان کنتم تعقلون ، ها أنتم أولاء تحبّونهُم ولا یُحبّونکم وتؤمنون بالکتاب کـلّـه وإذا لـقـوکم قالوا اٰمنّا وإذا خلوا عضّوا علیکم الأنامل من الغیظ قُل موتوا بغیظکم إن اللہ علیم بذات الصّدور إن تمسسکم حسنة تسُئوهم وإن تصبکم سیّئة یفرحوا بها﴾ [آل عمران: ۱۱۸: ۱۲۰]

ترجمہ: مومنو! کسی غیر "مذہب کے آدمی" کو اپنا رازدان نہ بنانا۔ یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کوتاہی نہیں کرتے۔ اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔ اُن کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو چکی ہے۔ اور جو (کینے) اُن کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں۔ دیکھو تم ایسے (صاف دل) لوگ ہو۔ کہ اُن لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے۔ اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ اور پھر جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصہ کے سبب اُنگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔ اُن سے کہہ دو کہ (بدبختو) غصے میں مر جاؤ۔ اللہ تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔ اگر تمہیں آسودگی حاصل ہو تو اُن کو بُری لگتی ہے اور اگر رنج پہنچے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔

ان آیات کریمہ نے واضح کردیا۔ کہ کفار کے دلوں میں مسلمانوں کے لئے کس قدر کینہ اور بغض چھپا ہوا ہے!

وہ مسلمانوں کے خلاف مکر و خیانت کی کیا کیا تدبیریں اور پالیسیاں مرتب کرتے رہتے ہیں! ہر حیلہ اور وسیلہ بروئے کار لا کر مسلمانوں کو مبتلائے ضرر رکھنا ان کا پسندیدہ مشغلہ بن چکا ہے۔ مکر و فریب سے مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد ان کی مضرت و تذلیل کی منصوبہ بندی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ''میرے پاس ایک عیسائی کاتب ہے'' تو امیر المومنین نے فرمایا: اللہ تمہیں برباد کرے۔ عیسائی کاتب رکھنے کی کیا سوجھی کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا!

''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں''

تم نے کوئی مسلمان موحد کاتب کیوں نہ رکھا؟ میں نے کہا: امیر المومنین! اس کا دین اس کے لئے ہے۔ مجھے تو اپنی کتابت چاہیے۔

فرمایا کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذلیل ورسوا کردیا ہے۔ میں انہیں عزت و کرامت نہیں دے سکتا۔ اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہم سے دُور کردیا ہے۔ میں انہیں اپنے سے قریب نہیں کرسکتا۔

مسند احمد اور صحیح مسلم میں ہے: ''رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے لئے نکلے۔ تو مشرک آدمی بھی ساتھ ہولیا۔ اور حرہ مقام پر ملاقات کرتے ہوئے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ میں شرکت کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو؟ اس نے کہا۔ نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم واپس لوٹ جاؤ۔ ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیا کرتے۔

ان دلائل سے واضح ہوا۔ کہ مسلمانوں کے امور سے متعلق کفار کو کسی منصب پر فائز کرنا حرام ہے۔ کیونکہ وہ اس طرح مسلمانوں کے حالات اور خفیہ بھید بڑی آسانی سے حاصل کرلیں گے۔ اور نتیجتاً ان کی ضرر رسانی کا سامان تیار کرنے کی سازشیں کرنے لگیں گے۔

آج کل کفار کو مسلمانوں کی سرزمین، حرمین شریفین کی سرزمین پر مزدور، کاریگر، ڈرائیور یا خدمتگار کے طور پر لایا جارہا ہے اور وہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے علاقوں میں مخلوط زندگی بسر کررہے ہیں۔ بلکہ گھروں میں مربی کی حیثیت سے رکھا جارہا ہے۔ اور وہ مسلمانوں کی فیملیوں کے ساتھ مخلوط زندگی گزار رہے ہیں۔ آج کل دور کی یہ روش حرمت اور انجام کار کی تباہی کے اعتبار سے سابقہ روش سے کوئی مختلف نہیں ہے۔

(٦): کفار کے ہاں مروجہ تاریخ کو اپنانا:

یعنی جو تاریخ بلاد کفار میں رائج و مستعمل ہے اُسے اختیار کرلینا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔ پھر خاص طور پر ایسی تاریخ جو ان کے کسی مناسبت یا عید کی ترجمانی کررہی ہو: مثلاً عیسوی تاریخ۔ عیسوی تاریخ: عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی یادگار کے طور پر ہے۔ یہ تاریخ عیسائیوں نے خود اختراع کی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے دین سے اِس تاریخ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا اس تاریخ کا رواج واستعمال، ان کے اشعار اور عید کو زندہ کرنے میں ان کے ساتھ مشارکت کے مترادف ہے۔

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مسلمانوں کے لئے تاریخ مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔ تو کفار کی مروجہ تمام تاریخوں کو ٹھکرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی تاریخ مقرر کردی۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ تاریخ کے تقرر اور اسی قسم کے دیگر کفار کے خصائص میں اُن کی مخالفت کرنا ایک شرعی فریضہ ہے۔ واللہ المستعان!

(۷): کفار کے تہواروں میں شرکت:

کفار کے تہواروں میں شرکت کرنا، یا ان کے تہواروں کے انعقاد میں اُن کے ساتھ تعاون کرنا۔ یا اُن کے تہواروں کی مناسبت سے انہیں مبارکبادی کے پیغامات بھیجنا۔ یہ سب اُن سے دوستی اور محبت کے نشان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی صفات میں ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾ [سورۃ الفرقان:۷۲]

أی من صفات عبادالرحمن أنهم لا يحضرون أعياد الكفار .

جس کا ایک معنیٰ یہ بھی ہے کہ رحمٰن کے نیک بندے کفار کے تہواروں اور ان کی عیدوں میں حاضر نہیں ہوتے۔

(۸): کُفار کی مدح سرائی اور اُن کی تہذیب وتمدن کی تعریف وتشہیر:

یعنی کفار کی مدح سرائی اور ان کی تہذیب وتمدن کی تعریف وتوصیف اور اُن کے عقائد باطلہ اور دین فاسد سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ان کے اخلاق ومہارات سے خوش ہونا، یہ سب اُن کی محبت کی علامتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ولا تمدن عينيک إلیٰ ما متّعنا بهٖ أزواجاً منهم زهرة الحيوٰة الدنيا لنفتنهم فيه ورزق ربّک خيرًا وأبقى﴾ [طٰہ]

اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آرائش کی چیزوں سے بہرمند کیا ہے۔ تاکہ ان کی آزمائش کریں، ان پر نگاہ نہ کرنا۔ اور تمہارے پروردگار کی عطا فرمائی ہوئی روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ مُسلمان اپنی قوت اور استحکام اسباب ہی چھوڑ کر بیٹھ جائیں۔ بلکہ اُن کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ مختلف صنعتوں کی تعلیم حاصل کریں۔ جائز اقتصادیات کو مستحکم کرنے والی راہیں اپنائیں۔ دور حاضر کے تقاضوں کے ہم آہنگ عسکری اور حربی اسالیب کی تعلیم حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاَعَدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ [الانفال:۶۰]

ترجمہ: جس قدر طاقت ہو تیر اندازی (وغیرہ) سیکھ کر کفار کے مقابلے میں تیار رہو۔

کائنات کے یہ تمام وسائل ومنافع درحقیقت مُسلمانوں ہی کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قل من حرّم زينة الله الّتی أخرج لعبادهٖ والطّيّبات من الرّزق قل هی للّذين اٰمنوا فی الحيوٰة الدّنيا خالصة يوم القيامة﴾ [الاعراف:۳۲]

ترجمہ: پوچھو تو کہ جو زینت وآرائش اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں۔ اُن کو حرام کس نے کیا ہے؟ کہدو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان لانے والوں کے لئے ہیں۔ اور قیامت کے دن خالص انہی کا حصہ ہوں گی۔ نیز فرمایا:

﴿وسخّر لكم ما فی السمٰوٰت وما فی الأرض جميعًا منه﴾ [سورۃ الجاثیہ:۱۳]

یعنی: اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کو اپنے حکم سے تمہارے واسطے ہی مسخر کیا ہے۔ نیز فرمایا:

﴿هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا﴾ [البقرۃ:۲۹]

اوراللہ تعالیٰ وہ ذات ہے۔جس نے زمین میں جو کچھ ہے۔سب کا سب تمہارے ہی واسطے پیدا کیا ہے۔

تو پھر یہ ضروری ٹھہرا۔کہ مسلمان ان منفعتوں اور قوتوں کے حصول میں سب سے آگے ہوں۔اور کفار کو یہ چیزیں حاصل کرنے کا موقع فراہم نہ کریں۔یہ تمام کارخانے،فیکٹریاں مسلمانوں ہی کا حق اولین ہے۔

(۹): کفار کے نام رکھنا:

بعض مسلمان اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے نام اجنبی رکھتے ہیں۔اور اپنے آباؤ اجداد کے نام،یا ایسے نام جو اُن کے معاشرے میں معروف ہوتے ہیں۔چھوڑ دیتے ہیں۔حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''خیر الاسماء عبداللہ و عبدالرحمن ''بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ناموں کی اس تبدیلی کے مرض عام ہونے کی وجہ سے باقاعدہ ایسی مسلمان نسلیں وجود میں آگئیں۔جو مغربی ناموں کے حامل ہوں۔نتیجۃً سابقہ نسلوں سے رشتہ وناطہ توڑ بیٹھیں۔اور ایسے خاندانوں سے تعارف کا سلسلہ بھی مفقود ہوگیا۔جنہوں نے اپنے مخصوص اِسلامی ناموں کو اپنائے رکھا۔

(۱۰) کفار کے حق میں دعاء کرنا:

کفار کے حق میں مغفرت میں رحمت کی دعاء کرنا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔اور فرمایا:

﴿ما کان للنّبیّ والّذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا أولی قربیٰ من بعد ما تبیّن لھم أنھم أصحٰبُ الجحیم﴾ [سورۃ التوبہ:۱۱۳]

ترجمہ:نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔کو لائق نہیں۔کہ جن پر ظاہر ہوگیا۔کہ مشرک اہل دوزخ ہیں۔تو ان کے لئے بخشش مانگیں۔خواہ وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔

اور اس دعا کی حرمت کی وجہ بالکل ظاہر ہے۔اور وہ یہ کہ دعا کرنا ان سے محبت کی نشانی ہے۔نیز یہ ظاہر کرتی ہے کہ مشرکین بھی صحیح عقیدہ پر قائم ہیں۔

مومنین سے محبت کی علامات

بہت سے امور ہیں جو مسلمانوں سے محبت کی علامت قرار پاتے ہیں ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

(۱): سرزمین کفر کو چھوڑ کر مسلمانوں کے علاقوں کی طرف منتقل ہونا:

ہجرت کا معنیٰ ہے: اپنے دین کی سلامتی اور تحفظ کی خاطر کفار کی سرزمین کو چھوڑ کر مسلمانوں کے علاقوں میں منتقل ہوجانا۔ یہ ہجرت جس میں یہ عظیم الشان مقصد کارفرما ہے تا قیام قیامت باقی بھی ہے اور واجب بھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس شخص سے برأت اور ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ جو مشرکین کے درمیان مقیم ہے۔

لہٰذا ایک مسلمان پر کفار کی سرزمین میں رہنا حرام ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ ہجرت کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ یا پھر اس کے سرزمین کفر میں رہنے کی کوئی دینی مصلحت ہو: مثلاً دعوت الیٰ اللہ یا تبلیغ دین وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إن الذين توفاهم الملائكة ظالمی أنفسهم قالوا فيم كنتم قالوا كنا مستضعفين فی الأرض قالوا ألم تكن أرض الله واسعة فتهاجروا فيها فأولٰئک مأواهم جهنّم وسآء ت مصيرًا ، إلا المستضعفين من الرجال والنساء والولدان لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلًا . فأولٰئک عسى الله أن يعفوا عنهم وكان الله عفوًا غفورًا﴾ [سورۃ النساء:۹۷-۹۹]

ترجمہ: جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں۔ تو ان سے پوچھتے ہیں۔ کہ تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز و ناتواں تھے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کا ملک فراخ نہیں تھا۔ کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔ اور ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں۔ کہ نہ تو کوئی چارہ کرسکتے ہیں۔ اور نہ ہی رستہ جانتے ہیں۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسوں کو معاف کردے۔ اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

(۲): مسلمانوں کے ساتھ حسن تعاون:

مسلمانوں کی مدد، اور ان کی دینی و دنیاوی ضروریات میں جان و مال اور زبان کے ساتھ معاونت بھی محبت کی ایک نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿والمومنون والمومنات بعضهم اولياء بعض﴾ [سورۃ التوبہ:۷۱]

ترجمہ: اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کی دوست ہیں! اور فرمایا: ﴿وإن تنصروكم فی الدين فعليكم النصر إلا على قوم بينكم وبينهم ميثاق﴾ [سورۃ الانفال:۷۲]۔ ترجمہ: اور اگر وہ تم سے دین میں مدد طلب کریں۔ تو تم پر ان کی مدد کرنا واجب ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ ایسی قوم کے برخلاف مدد طلب کریں جن کا تمہارے ساتھ کوئی معاہدہ ہے۔

(۳): مسلمانوں کی تکلیف پر غمزدہ ہونا اور ان کی خوشی پر خوش ہونا:

یہ بھی باہم محبت اور الفت کی ایک زبردست نشانی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مثل المسلمين فی توادهم وتعاطفهم وتراحمهم كالجسد الواحد إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالحمیٰ والسهر“

ترجمہ: باہمی الفت ومحبت اور دوستی وشفقت کے لحاظ سے مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے۔ کہ جس کے ایک عضو کو کوئی تکلیف ہو۔ تو سارا جسم بخار زدہ اور بیدار رہ کر اس تکلیف کا اظہار کرتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک عمارت کی مانند ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے یہ مثال سمجھائی۔

(۴): جذبۂ خیر خواہی:

مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی، ان کے لئے ہر قسم کی بھلائی چاہنا۔ اور ہر قسم کی دھوکہ دہی اور مکر وفریب سے گریز بھی ان کے ساتھ محبت کی علامت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا یؤمن احدکم حتیٰ یحب لأخیه ما یحب لنفسه" [الحدیث]

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا۔ جب تک اپنے بھائی کے لئے ہر وہ چیز پسند نہ کرنے لگے۔ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

نیز فرمایا: "ألمسلم أخوا المسلم لا یحقره ولا یخذله ولا یسلمه بحسب أمری من الشرّ أن یحقر أخاه المسلم. کل المسلم علی المسلم حرام دمه وماله وعرضه" [الحدیث]

ترجمہ: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اسے حقیر سمجھتا ہے اور نہ ذلیل کرتا ہے۔ اور نہ ہی اسے تکلیفوں کا نشانہ بننے کیلئے چھوڑتا ہے۔ آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے۔ کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا: "لا تباغضوا ولا تدابروا ولا تناجشوا ولا بیع بعضکم علیٰ بیع بعض. وکونوا عبادالله إخوانًا" آپس میں بغض نہ کرو۔ باہمی دشمنی نہ کرو۔ ایک دوسرے کے سودے بگاڑنے کی کوشش نہ کرو۔ اور ایک دوسرے کے سودے پر اپنا سودہ قائم کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

(۵): عزت واحترام کی فضاء:

مسلم معاشرے میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کا احترام اور عزت وتوقیر بجالانا نیز تذلیل وتوہین اور عیب جوئی سے گریز کرنا باہمی محبت کی واضح دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یاأیها الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرًا منهم ولا نساء من نسآءٍ عسیٰ أن یکن خیرًا منهن ولا تلمزوا أنفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الإسم الفسوق بعد الإیمان ومن لم یتب فاؤلٰئک هم الظالمون، یاایها الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن إن بعض الظن إثم ولا تجسّسوا ولا یغتب بعضکم بعضًا أیحب وأحدکم أن یأ کل لحم أخیه میتًا فکرهتموه واتقوا الله انّ الله تواب رحیم﴾ [سورۃ الحجرات: ۱۱-۱۲]

ترجمہ: مؤمنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے

کہ وہ ان سے اچھی ہوں۔ اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ۔ اور نہ ہی ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے۔ اور جو توبہ نہ کریں۔ وہ ظالم ہیں۔ اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو۔ کہ بعض گمان گناہ ہیں۔ اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا۔ کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ اس سے تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈر رکھو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(۶): ہر حال میں وفاداری:

مسلمانوں سے محبت اور دوستی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ہر حال میں ان کے ساتھ رہے خواہ تنگی ہو یا آسانی، سختی ہو یا نرمی، صرف آسانی اور نرمی کی حالت میں ساتھ دینا اور سختی اور تکلیف کی حالت میں ساتھ چھوڑ دینا تو منافقین کا شیوہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الّذین یتربّصون بکم فان کان لکم فتح من الله قالوا ألم نکن معکم وإن کان للکافرین نصیب قالوا ألم نستحوذ علیکم ونمنعکم من المومنین﴾ [سورۃ النساء:۱۴۱]

ترجمہ: جو تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔ اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح ملے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ اور اگر کافروں کو فتح نصیب ہو۔ تو ان سے کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہیں تھے۔ اور تم کو مسلمانوں (ہاتھوں سے بچایا نہیں) تو اللہ تم میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ اور اللہ کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔

(۷): زیارتوں اور ملاقاتوں کا تسلسل:

مسلمانوں کا ایک دوسرے کے ساتھ زیارت کرتے رہنا، ملاقات کی محبت رکھنا اور مل جل کر بیٹھنے کا شوق رکھنا، باہمی محبت کی دلیل ہے۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وجبت محبتی للمتزاورین فیّ وفی حدیث اٰخر (انّ رجلا زار أخًا له فی الله فأرصدالله علیٰ مدرجته ملکًا .فسأله أین ترید؟ قال أزور أخًا لی فی الله. قال هل لک علیه من نعمة تربها علیه قال لا : غیر إنی أحببته فی الله ، قال (فإنی رسول الیک بأن الله قد أحبک کما أحببته فیه'' [حدیث قدسی]

ترجمہ: محض میری رضا کی خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں کے لئے میری محبت واجب ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک آدمی محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے کسی بھائی کی زیارت کے لئے نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو بٹھا دیا۔ جو اس کا انتظار کر رہا تھا (جب وہ شخص وہاں پہنچا) تو فرشتے نے سوال کیا۔ کہاں جانا چاہتے ہو؟

اس نے کہا اللہ کی رضا کی خاطر اپنے بھائی کو ملنے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا۔ کیا تمہارا اس پر کوئی احسان ہے؟ جس کا بہتر بدلہ وصول کرنے جا رہے ہو۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ میں صرف اس سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں۔ تو اس فرشتے نے کہا۔ میں تمہاری طرف اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا نمائندہ ہوں۔ اور یہ بتانے آیا ہوں۔ کہ جس طرح تم نے اپنے اس بھائی سے اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر محبت کی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگا ہے۔

(۸): باہمی حقوق کا احترام:

حقوق کا احترام بھی محبت میں اضافہ کا موجب ہے۔ چنانچہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خرید پر اپنی خرید نہیں لگاتا۔ اور نہ اس کی بولی

پر بولی لگاتا ہے۔ نہ ہی اس کی منگنی پر اپنی منگنی کا پیغام بھیجتا ہے۔ الغرض جس مباح کام پر جو سبقت لے جائے۔ دوسرا اس کے آڑے نہیں آتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر اپنا سودا نہ کرے۔ نہ اس کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام بھجوائے۔ ایک اور روایت میں ہے۔ اور نہ اس کی لگائی ہوئی قیمت پر اپنی قیمت لگائے۔

(۹): کمزوروں کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ:

یہ مشفقانہ حسن سلوک بھی باہمی محبت کی علامت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''**ليس منّا من لم يوقر كبيرنا ويرحم صغيرنا**'' جو ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا۔ اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا۔ وہ ہم میں سے نہیں۔ ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**هل تنصرون وترزقون الّا بضعفآئكم** '' تمہیں صرف تمہارے کمزور لوگوں کی بدولت رزق بھی دیا جاتا ہے اور مدد بھی کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿**واصبر نفسك مع الّذين يدعون ربهم بالغداة والعشى يريدون وجهه ولا تعد عيناك عنهم تريد زينة الحيوٰة الدنيا**﴾ [سورۃ الکہف:۲۸]

ترجمہ: اور جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں۔ اور ان کے ساتھ صبر کرتے رہو۔ اور تمہاری نگاہیں ان میں سے (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں۔ کہ تم آرائش زندگانی دنیا کے خواستگار ہو جاؤ۔

(۱۰): دعائے خیر:

ایک مسلمان کا دوسرے تمام مسلمانوں کے لئے دعاء کرنا اور استغفار چاہنا بھی باہمی محبت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿**واستغفر لذنبك وللمومنين والمومنات**﴾ [سورۃ محمد:۱۹]

ترجمہ: بعض اپنے گناہوں اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت طلب کر۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر مومنین کی اس دعا کا ذکر فرمایا ہے: ﴿**ربّنا اغفرلنا ولاخواننا الّذين سبقونا بالايمان**﴾ یعنی اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے۔ اور ہمارے ان تمام بھائیوں کو بخش دے۔ جو بحالت ایمان ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔

تنبیہ: (قرآن حکیم کی ایک آیت سے کچھ لوگوں کو ایک غلط فہمی ہو سکتی ہے جس کا ازالہ ضروری ہے) وہ آیت یہ ہے:

﴿**لا ينهاكم الله عن الّذين لم يقاتلوكم فى الدّين ولم يخرجوكم من دياركم أن تبروهم وتقسطوا إليهم إن الله لا يحب المقسطين**﴾ [سورۃ الممتحنۃ:۸]

ترجمہ: جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی۔ اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا۔ ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے اللہ تم کو منع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے غلط فہمی کی بناء پر کچھ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہاں بعض کفار سے دوستی اور محبت قائم کرنے حکم ملتا ہے۔

حالانکہ یہ مفہوم غلط ہے۔ اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کفار میں سے جو شخص مسلمانوں کو اذیت پہنچانے سے باز آجائے چنانچہ نہ تو ان سے جنگ

کرے اور نہ ہی انہیں ان کے گھروں سے نکالے تو مسلمان اس کے مقابلہ میں عدل واحسان کے ساتھ دنیوی معاملات میں مکافات عمل حسن سلوک کا مظاہرہ کریں۔نہ کہ ان سے دلی محبت اور ردوستی کا رشتہ استوار کریں۔

تو گویا یہاں حکم نیکی اور احسان کا ہے۔نہ کہ دوستی اور محبت کا۔اس کی ایک اور مثال: اللہ تعالیٰ کا کافر والدین کے بارے میں یہ فرمان ہے:

﴿وإن جاهدک علیٰ أن تشرک بی ما لیس لک بہٖ علم فلا تطعهما و صاحبهما فی الدّنیا معروفًا و اتبع سبیل من أناب إلیّ﴾ [سورة لقمان:۱۵]

ترجمہ: اور اگر وہ تیرے درپے ہوں۔کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے۔جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں،تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ہاں !دنیا کے (کاموں) میں ان کا اچھی طرح ساتھ دینا اور جو شخص میری طرف رجوع لائے۔اس کے رستے پر چلنا۔

اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ جو کہ کافر تھی۔ان کے پاس آئیں۔اور ان سے ماں ہونے کے ناطے صلہ طلب کیا۔اسماء رضی اللہ عنہا نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

﴿لا تجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یؤادون من حاد اللہ ورسوله ولو کانوا اٰباؤهم أو أبنآء هم﴾[سورة المجادلہ۲۲]

ترجمہ: ایسے لوگ تمہیں نہیں ملیں گے جو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں۔اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں۔خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

اس سے معلوم ہوا۔کہ دنیاوی مکافات اور صلۂ رحمی دوسری شیٔ ہے۔اور قلبی محبت اور دوستی بالکل دوسری شیٔ ہے۔بلکہ اس صلہ رحمی اور حسن معاملہ میں کفار کو اسلام کی طرف راغب کرنے کا پہلو رکھا گیا ہے۔اور یہ چیز دعوت دین کے طرق میں سے ہے۔جب کہ محبت اور دوستی تو یہ ظاہر کرتی ہے کہ کافر اپنے کفر پر صحیح ہے۔اور ہم اس سے راضی ہیں۔کیونکہ ایسا شخص اس کافر اسلام کی دعوت نہیں دے پاتا۔

یہاں یہ بات واضح طور پر سمجھ لینی چاہیے۔کہ کفار سے دوستی اور محبت کے حرام ہونے کا یہ معنیٰ نہیں ہے۔کہ ان کے ساتھ دنیوی معاملات کرنا بھی حرام ہیں،نہیں۔دنیوی معاملات کئے جاسکتے ہیں مثلاً جائز قسم کی تجارت کرنا۔ان سے سامان اور مفید قسم کی مصنوعات منگوانا۔اور ان کی ایجادات اور تجربات سے فائدہ اٹھانا وغیرہ۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار راستے کی راہ نمائی کے لئے ابن اریقط اللیثی نامی کافر کو اجرت پر لیا تھا۔اس کے علاوہ بعض یہودیوں سے قرضہ لینا بھی ثابت ہے۔

مسلمان ہمیشہ کفار سے مختلف مصنوعات،اور سامان منگواتے رہے ہیں۔یہ ایک چیز کا قیمت کے بدلے خریدنا ہے۔اس میں ان کا ہم پر کوئی احسان نہیں ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے محبت اور دوستی اور کافروں سے بغض وعداوت کو واجب قرار دیا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ان الّذین اٰمنوا وهاجروا وجاهدوا باموالهم وأنفسهم فی سبیل اللہ والّذین اٰووا ونصروا اولٓئک بعضهم اولیآء بعض﴾ [الانفال:۷۲]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے۔اور وطن سے ہجرت کر گئے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے وہ اور جنہوں نے ہجرت کرنے

والوں کو جگہ دی۔اوران کی مدد کی ۔وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿والّذین کفروا بعضھم اولیآء بعض الّا تفعلوہ تکن فتنة فی الارض وفساد کبیر﴾ [سورۃ الانفال:۷۳]

ترجمہ:اور جولوگ کافر ہیں۔وہ بھی ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔تو مومنو!اگر تم یہ کام نہ کروگے تو ملک میں فتنہ برپا ہوجائے گا۔

اس آیت کریمہ کے تحت حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔کہ اگر تم مشرکین سے دور ہوکر نہیں رہوگے۔اور مومنین سے محبت نہیں کروگے ۔تولوگوں کے درمیان فتنہ واقع ہوجائے گا۔اوروہ اس طرح کہ مسلمانوں کا کافروں کے ساتھ اختلاط اور التباس لازم آئے گا۔جس سے لوگوں کے درمیان بہت لمبا چوڑا فساد برپا ہوجائے گا۔میں کہتا ہوں:کہ ہمارے اس زمانے میں یہ سب کچھ ظاہر ہوچکا ہے۔(واللہ المستعان)

دوستی یا دشمنی کے حقدار ہونے کے اعتبار سے لوگوں کے اقسام

دوستی یا دشمنی کے حق دار ہونے کے اعتبار سے لوگوں کی تین اقسام ہیں:

(۱): وہ لوگ جو خالص محبت اور دوستی کئے جانے کے مستحق ہیں۔ایسی محبت اور دوستی کہ جس میں عداوت یا نفرت کا کوئی عنصر شامل نہ ہو۔

(۲): وہ لوگ جو بغض،عداوت اور نفرت کئے جانے کے مستحق ہیں۔ایسی عداوت ونفرت جس میں دوستی یا محبت کا کوئی عنصر شامل نہ ہو۔

(۳): وہ لوگ جو بعض وجوہات کے اعتبار سے محبت کئے جانے اور بعض وجوہات کے اعتبار سے نفرت وعداوت کئے جانے کے مستحق ہیں

(۱): خالص محبت کئے جانے کے مستحق افراد:

وہ لوگ جن سے خالص محبت کرنا واجب ہے۔ایسی محبت جس میں عداوت یا نفرت کا شائبہ تک نہ ہو۔وہ خالص مؤمنین کی جماعت ہے۔جن میں سرفہرست انبیاء کرام کی جماعت ہے۔پھر صدیقین پھر شہداء اور صالحین ہیں۔پھر انبیاء کرام میں سب سے مقدم وسرفہرست محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت کرنا واجب ہے، جو اپنے نفس،اولاد،ماں باپ اور تمام لوگوں کی محبت پر حاوی اور غالب اور سب سے بڑھ کر ہو۔پھر آپ کی ازواج مطہرات امہات المؤمنین اور دیگر اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت ہے۔صحابہ کرام میں بطور خاص خلفائے راشدین،بقیہ عشرہ مبشرہ مہاجرین اور انصار،بدری صحابہ،بیعت رضوان میں شریک صحابہ اور پھر بقیہ تمام صحابہ کرام ہیں۔جو خالص محبت کے مستحق ہیں۔رضی اللہ عنہم اجمعین۔

پھر تابعین کرام مثلاً آئمہ اربعہ وغیرہ کی محبت قابل ذکر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”والّذین جآء وا من بعدھم یقولون ربّنا اغفرلنا ولإخواننا الّذین سبقونا بالإیمان ولا تجعل فی قلوبنا غلّاً للّذین ومن لم یکن عندہٗ طمع من مطامع الدنیا عادواہ ولو کان ولیًا للہ ولرسولہ عند أدنی سبب وضایقوہ واحتقروہ“

ترجمہ:اور ان کیلئے بھی جو ان مہاجرین کے بعد آئے (اور) دعاء کرتے ہیں۔کہ اے پروردگار!ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں۔گناہ معاف فرما۔اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کینہ(وحسد)نہ پیدا ہونے دے”اے ہمارے پروردگار !تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔جس کے دل میں ایمان ہوگا۔وہ کبھی صحابہ کرام یا سلف صالحین سے بغض وعداوت نہیں رکھے گا۔اس مقدس جماعت سے بغض قائم کرنا کج روی،منافقین اور اسلام دشمن افراد کا شیوہ ہے۔مثلاً روافض (شیعہ) اور خوارج وغیرہ۔ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

(۲): صرف بغض وعداوت رکھے جانے کے اہل افراد:

یہ کفار،مشرکین،منافقین،مرتدین،اور ملحدین کی جماعت ہے،جن کی اجناس مختلف ہیں (لیکن قدر مشترک یہ ہے کہ یہ تمام لوگ عقیدۃً

خالصہ،عقیدہ توحید کے منکر ہیں)۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لا تجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یؤادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباؤھم أو أبنآء ھم﴾[سورۃ المجادلہ۲۲]

ترجمہ:ایسے لوگ تمہیں نہیں ملیں گے جو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں۔اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں۔خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿تری کثیرا من یتولون الذین کفروا لبئس ما قدمت لھم أنفسھم أن سخط اللہ علیھم وفی العذاب ھم خالدون ولو کانوا یؤ منون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم أ ولیاء ولکن کثیرا منھم فاسقون﴾[سورۃ المائدہ:۷۹-۸۰]

ترجمہ:تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں۔انہوں نے جو کچھ اپنے واسطے آگے بھیجا ہے برا ہے،(وہ یہ)کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناخوش ہوا۔اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔اور اگر وہ اللہ تعالیٰ پر اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی تھی اس پر یقین رکھتے۔تو ان لوگوں کو دوست نہ بناتے۔لیکن ان میں اکثر بدکردار ہیں۔

(۳): وہ افراد جو محبت اور عداوت دونوں کے مستحق ہیں:

اس سے مراد وہ مومن ہیں کہ جن میں باوجود کچھ نافرمانیاں پائی جاتی ہیں (لیکن عقیدہ صحیح ہے) یہ لوگ اپنے حسن عقیدہ اور دولت ایمان کی وجہ سے محبت کئے جانے کے قابل ہیں۔لیکن بعض نافرمانیوں کے مرتکب ہونے کی بناء پر ناراضگی کے مستحق ہیں۔شرط یہ ہے کہ ان کی نافرمانی کفر یا شرک کی حد کو نہ پہنچی ہو۔(کیونکہ اگر ان کی نافرمانی کفر یا شرک کی حدود تک پہنچ گئی۔تو پھر یہ لوگ بھی دعویٰ ایمانی کے باوجود مکمل نفرت اور بغض کے مستحق ہیں)ایسے لوگوں کے ساتھ محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ خیر خواہی کی جائے۔اور جن نافرمانیوں کا ارتکاب کرتے ہیں ان کا انکار کیا جائے۔ان لوگوں کی نافرمانیوں پر خاموش رہنا جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عظیم جذبہ خیر خواہی کا بھرپور برتاؤ ضروری ہے۔

اور اگر ان کی معصیت ایسی ہو جو شرعی حد کو واجب کرتی ہے تو پھر اس حد یا تعزیز کا نفاذ تا آنکہ اپنی معصیت سے باز آ کر توبہ نہ کر لیں بھی خیر خواہی ہے۔ایسے لوگوں سے مکمل بغض، ناراضگی اور نفرت روا نہیں ہے جیسا کہ خوارج کا شیوہ ہے۔نہ ہی مکمل دوستی اور محبت روا ہے جیسا کہ مرجئہ کا شیوہ ہے۔

بلکہ ان کی بابت اعتدال کا دامن تھامے رہنا چاہیے۔چنانچہ حسن عقیدہ کی بناء پر ناراضگی و نفرت کا اظہار کیا جائے۔اور یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔شرعی ہدایت یہ ہے کہ کسی سے محبت ہو تو اللہ کی رضاء کی خاطر اور عداوت ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر۔یہ عقیدہ ایمان کی مضبوط ترین کڑی ہے۔بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے۔کہ قیامت کے دن انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس نے دنیا میں محبت کی۔

"المرء مع من احبّ فی الدنیا" لیکن آج کل حالات یکسر تبدیل ہو چکے ہیں۔عمومی طور پر لوگوں کی دوستیاں اور دشمنیاں دنیا کی بنیاد پر قائم ہو چکی ہیں۔جس سے کوئی دنیوی لالچ یا طمع یا مفاد ہو۔اس سے دوستی اور محبت کے رشتے قائم کر لئے جاتے ہیں۔خواہ وہ اللہ تعالیٰ اس

کے رسول اوراس کے دین کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔اوراس جس سے کوئی دنیوی لالچ نہ ہواس سے عداوت اورترک تعلق کی روش اپنا لیتے ہیں۔اور محض چھوٹے سے مفاد کی خاطر حقارت اورتنگی معیشت کی صلیب پر لٹکانے کی کی کوشش کرتے ہیں۔خواہ وہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کا دوست ہی کیوں نہ ہو؟

ابن جریرؒ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے:''**من أحب فی اللہ وأ بغض فی اللہ وولی فی اللہ وعادی فی اللہ فانما تنال ولایة اللہ بذلک وقد صارت عامة مؤاخاة الناس علی أمر الدنیا وذلک لایجدی علی أهله شیئًا**''(رواہ ابن جریر)

یعنی: جس نے اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کی۔اوراللہ تعالیٰ ہی کے لئے نفرت کی،اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دوستی اوراللہ تعالیٰ ہی کیلئے دشمنی کی،تو وہ اپنے اس شاندار کردار سے اللہ تعالیٰ کی دوستی اورقرب حاصل کرلے گا۔لیکن افسوس آج لوگوں کی دوستی اوراخوت دنیوی مفادات پر قائم ہے،جو بالکل بےثمرہ اوربےاثر سی روش ہے۔

''**وعن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ''ان اللہ قال : من عاقد لی ولیا فقد آذنته بالحرب**''[الحدیث رواہ البخاری]

جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے کسی دوست سے عداوت قائم کی،میرااس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔اس جنگ کا سب سے زیادہ خطرہ مول لینے والا وہ شخص ہے جو صحابہ(رسول صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم سے بغض وعداوت رکھے۔ان کی شان میں گستاکانہ رویہ اپنائے۔اوران کی تنقیص شان کی سعی لاحاصل میں مصروف رہے)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہے:

''میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔انہیں اپنی تنقید کا نشانہ نہ بناؤ۔جس نے انہیں کوئی تکلیف پہنچائی،اس نے مجھے دکھ دیا،اورجس نے مجھے دکھی کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔اورجس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اللہ تعالیٰ اسے عنقریب صفحہ ہستی سے مت اڑا لے گا۔ [ترمذی شریف]

افسوس کہ بعض گمراہ فرقوں کا مذہب اورعقیدہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عداوت پر قائم ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کی اس کے غضب اوردردناک عذاب سے پناہ چاہتے ہیں۔اورعفووعافیت کے سائل وخواستگار ہیں۔

وصلی اللہ علیه وسلم وبارک علیٰ نبینا محمد والہٖ وصحبہٖ وسلم

الحمدللہ الذی بنعمته وبعزته تتم الصالحات

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان